

ناقابل تقسیم ہوتی ہے اور اس کے مستحق ایک سے زائد کمیاں طور پر ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر سب کو محروم رکھا جائے تو یہ سب کے ساتھ نا انصافی ہے اور اگر دینے والا اپنی طرف سے کسی ایک کا انتخاب کرنا چاہے تو اس کے پاس کوئی وجہ امتیاز نہیں ہوتی اور ایک کے علاوہ سب کی دل شکنی بھی ہوتی ہے۔ اس الجھن کا حل سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرعہ ڈال کر کسی ایک کا نام نکال لیا جائے اور اسی کے سپرد وہ چیز کر دی جائے۔ ظاہر ہے کہ قرعہ کی ان دو شکلوں اور لاٹری کی مختلف شکلوں میں ذہین آسان کا فرق ہے۔ اور دونوں کے لیے ایک حکم نہیں ہو سکتا۔ لاٹری میں عدد امریکہ کو اہل طرح جمع کیا اور بانٹا جاتا ہے کہ جس سے کسی فرق کی حق تعالیٰ اور کسی کو ناروا فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف قرعہ کے ذریعے سے ایک واقعی پیش آمدہ الجھن کا ایک ایسا حل تلاش کیا جاتا ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا حل عملاً ممکن نہیں ہے۔

قرآن و حدیث میں جوئے اور قمار کی جتنی شکلوں کو ممنوع یا مکروہ قرار دیا گیا ہے، ان میں سے کسی کا بھی اطلاق قرعہ پر نہیں ہوتا بلکہ متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے مختلف مواقع پر قرعہ کی مذکورہ بالا صورتوں کو اختیار فرمایا ہے۔ مستند روایات سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جب تک مدینے میں قیام رہا تھا تو آپ ازواج مطہرات کے لیے باریاں مقرر فرماتے تھے لیکن جب آپ سفر پر تشریف لے جاتے تھے تو قرعہ اندازی سے مدد لے کر آپ کسی ایک ام المؤمنین کا نام انتخاب فرماتے تھے اور پھر انہی کو ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ مختلف کھیل اور کاروبار جن میں جوئے کی آمیزش ہوتی ہے، ان میں بھی بعض مراحل پر قرعے ڈالے جاتے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ اس کی نوعیت سادہ قرعہ اندازی سے بالکل مختلف ہے۔ یہ جو اب بازی کے اجزاء میں سے ایک جز ہے، اور اپنے کل کے ساتھ یہ جز بھی ناجائز اور حرام ہے۔

امدادی کمیٹیاں

سوال :- آج کل ایک امدادی اسکیم کے تحت بعض تجارتی کمیٹیاں بنانے کا رواج ہے۔ مثال کے

طو پر چند افراد میں سے ہر شخص پانچ روپے مالمانہ چندہ دیتا ہے اور ہر ماہ کسی ایک آدمی کو پانسو روپے دیمے جلتے ہیں۔ اس طرح ہر آدمی پانچ روپے، دس روپے، پندرہ روپے یا زائد دے کر پانچ صد روپیہ حاصل کر لیتا ہے اور خسارہ کسی آدمی کو نہیں ہوتا۔ البتہ پانچ صد روپے کے عوض میں ہر پہلے بیٹہ والے آدمی کو بعد میں لینے والے سے پانچ روپے کم ادا کرنے پڑتے ہیں۔ کیٹی کا جمع شدہ سرمایہ تجارت میں لگا رہتا ہے جس سے منافع ہوتا ہے اور اسی منافع سے وہ زائد رقم فراہم ہوتی ہے جو ہر حصہ دار کو اپنے ادا کردہ چندہ سے زائد ملتی ہے۔ براہ کرم ان کمیٹیوں کے شرعی جواز و عدم جواز پر روشنی ڈالیں۔“

جواب :- جن کمیٹیوں کے بارے میں آپ نے دریافت فرمایا ہے ان سے متعلق آپ کا بیان صاف، واضح اور مفصل نہیں ہے۔ تاہم آپ نے چونکہ تپہ نہیں لکھا اور جواب کے لیے اصرار فرمایا ہے اس لیے مزید وضاحت چاہیے بغیر مختصر اصولی جواب دیا جا رہا ہے۔

جس طرح کی کمیٹیوں کا ذکر آپ نے کیا ہے اس طرح کی کمیٹیوں کی کچھ تفصیلات پہلے بھی ہمارے علم میں آئی ہیں۔ ان سب کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہمارا خیال یہ ہے کہ ان نام نہاد امدادی یا انتخاباتی کمیٹیوں کا کاروبار تنگ و شبہ سے بالاتر نہیں ہے، بلکہ ان میں ربا و قمار کے اجزاء کی آمیزش بالکل نمایاں ہے۔ یہ صورت کسی طرح جائز یا قرین انصاف نہیں ہو سکتی کہ مختلف حصہ داروں سے مختلف مقدار میں رقوم وصول کر لی جائیں، جمع شدہ سرمایہ کو تجارت میں لگا دیا جائے اور پھر نفع و نقصان یا ہر حصہ دار کی ادا کردہ رقم کا لحاظ کیے بغیر اسے ایک مقرر رقم ادا کر دی جائے؟ آخر ایک متعین مبیعہ کے بعد جمع شدہ سرمایہ کو نفع یا نقصان کے ساتھ جملہ حصہ داروں میں حصص کے تناسب کے ساتھ کیوں نہ تقسیم کیا جائے؟ ایسا کیسے بغیر ان کمیٹیوں کا کاروبار بہت ہی مشتبہ ہو جاتا ہے اور اسے سود اور جسٹے کے شبہ سے بری قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور حضرت عمرؓ کے قول ”فاجتنبوا الربو والربیہ“ کے بموجب اس طرح کے معاملات

لے اس کے معنی یہ ہیں کہ پس سود اور مشتبہ معاملات سے بچو۔ یہ الفاظ دراصل حضرت عمرؓ کے اس ارشاد کا آخری جز ہیں جس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ سود کے آخری احکام کی وجہ سے قبل نبی صلعم کا وصال ہو گیا۔ اس لفظ تم سود کو بھی چھوڑ دو اور اس چیز کو بھی جس میں سود کا شبہ ہو۔